پھنسے جمہوریت کے جال میں اور آرزو اسلام کی

دنیا کے بیشتر ممالک بالخصوص مغربی دنیا کے کم وبیش ہر ملک میں جمہوری نظام یا بالفاظِ دیگر جمہوریت کا دور دورہ ہے۔ یہ وہی نظام ہے جس کے متعلق علامہ اقبالؒ نے فرمایا:

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام
چہرے روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر

اور بزبانِ شیطان یہ بھی فرمایا:

ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس
جب ذرا آدم ہوا ہے خود شناس و خود نگر

جمہوریت کے متعلق مذکورہ نقطۂ نظر اس شاعرِ حق بیاں کا ہے جس نے اس نظام کو نہ صرف بہت قریب سے دیکھا' بلکہ اس میں رہ بس کر اسکا تجزیہ بھی کیا۔ نامراد جمہوریت کی تباہ کاریاں اور بھی بہت لیکن دو بڑی نمایاں۔ پہلی خرابی حقیقتاً کوہ ہمالہ قد کی کہ حقِ حاکمیت (Sovereignty) جو صرف اللہ کو سزاوار ہے' یہ نظام اللہ کی بجائے عوام (جمہور) کے سپرد کرتا ہے۔ عوام جو چاہیں حلال قرار دے دیں جو چاہے حرام۔ مثال کے طور پر ایک وقت پر اسقاطِ حمل کو جائز قرار دے دیں دوسرے وقت پر حرام' نفس جس طور خوش ہوتا ہو' آمنا و صدقنا۔ ہم جنس شادیاں' غیر شادی شدہ مرد وزن کی باہم معاشرت' (Cohabitation)' عملِ لوط وغیرہ سب حلال اس لیے کہ بے راہ' گمراہ اور بگڑے ہوئے انسانوں کی من پسند۔ غرضیکہ ایسے معاشرے کی تخلیق کہ جس کی باگ ڈور انسانی خواہشات اور نفسانی میلانات کے ہاتھ میں ہو۔ یہی وہ روش ہے جو ان کے بڑے یعنی شیکسپیئر نے ایک جملے میں یوں بیان کی:

"There is nothing good or bad, it is thinking that makes it so."

دنیا میں اس وقت جتنی بے حیائی و بے غیرتی' عریانی و فحاشی بلکہ قتل وغارت' ظلم وجور' تباہی و بربادی ہے اسی سوچ اور روش کی آئینہ دار اور پیدا کردہ ہے۔

جمہوریت کی دوسری بڑی خرابی یہ ہے کہ یہ نظام غرباء کو اقتدار سے محروم کرتا ہے' تھماتا ہے اقتدار تو سرمایہ داروں' جاگیرداروں' موروثی امیر خاندانوں' ایسے لٹیرے اور ڈاکوؤں کے ہاتھ میں کہ جنھوں نے مال بنایا ہوتا ہے' ہزاروں نہیں' لاکھوں نہیں' بسا اوقات کروڑوں انسانوں کو بھوک وننگ کا شکار کر کے۔ یہی وہ سرمایہ دارانہ نظام ہے جو غریب کو غریب تر اور امیر کو امیر تر بناتا ہے اور وہ بھی قانوناً کیوں کہ قانون سازی ان ہی کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ حال ہی میں اس نظام کی تباہ کاریوں کی وجہ سے دنیا کے کئی ممالک میں بھوکے پیٹ' سسکتی جانیں اور اجڑتے عوام اس ہولناک نظام کا تیاپانچا کرنے کیلئے سڑکوں پر نکل آئے ہیں۔

جمہوریت اس طور حاکمیت اللہ کی بجائے عوام کے ہاتھ میں تھماتی اور ایک طبقے کی عیاشیوں کی خاطر دوسرے طبقے کو اقتدار سے محروم کرتی ہے تو اس لیے کہ یہ نظام انسان ساختہ ہے اور یہ ساخت کرنے والوں کی صوابدید پر ہوتا ہے کہ وہ جسے چاہیں نوازیں اور جسے چاہے محروم رکھیں۔ نام بیچارے عوام کا ہوتا ہے اور خدمت بھرے ہوئے انسانوں کی ہوتی ہے۔

جمہوریت کے مقابلہ میں ایک ایسا نظام بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کا وضع کردہ اور اس کے رسول ﷺ کا آزمودہ ہے۔ قرآن وسنت نے اس عظیم اور بے مثل نظام کو خلافت کے نام سے موسوم کیا ہے۔ خلافت عبادت ہے اس لیے کہ یہ اس ہستی کا وضع کردہ نظام ہے جسے ہی قانون سازی اور فیصلہ کرنے کا اختیار ہے۔ ''ان الحکم الا للہ''۔ اس کے مقابلہ میں تمام انسان ساختہ نظام یعنی اشتراکیت ہو' آمریت ہو یا جمہوریت وغیرہ سب بغاوت ہیں اس لیے کہ یہ ان انسانوں کے تیار کردہ ہیں جنھیں نظام سازی تو درکنار قانون سازی کا بھی اختیار نہیں۔ جانبداری اور خواہشات کی پیروی جن کی سرشت میں پیوست ہے۔ بنا بریں سورۂ مائدہ کی آیات نمبران 44' 45 اور 47 کے مطابق کوئی بھی نظام جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کا وضع کردہ ہو کفر بھی ہے' ظلم بھی ہے اور فسق بھی' اس کے شرک ہونے میں تو کوئی شک ہی نہیں۔ جس چیز میں یہ چاروں عناصر شامل ہو جائیں وہ چیز حرام ہوتی ہے۔ لاریب' جمہوریت حرام ہے' آمریت حرام ہے اور اشتراکیت حرام ہے۔

یہ بات بھی نوٹ فرمائیں کہ جو آئین حرام نظام کو معرضِ وجود میں لائے وہ باطل ہوتا ہے خواہ اس کے سرورق پر سو بار اسلام' اسلام لکھ دیا جائے۔ مٹی کے تیل کی بھری بوتل پر اگر زیتون کا تیل لکھ دیا جائے تو محض لکھنے سے وہ زیتون کا تیل نہیں ہو جاتا۔ اگلے دن ہمارے ہاں کی ایک دینی سیاسی جماعت کے سربراہ جو اب سابق ہو چکے کا بیان تھا کہ انسان ساختہ

نظام سب برائیوں کی جڑ ہوتا ہے۔سنہری حروف سے لکھا جانیوالا ہے ان کا یہ بیان لیکن سالہا سال جمہوریت کی نشو ونما کرنے والے اس بھائی کو یہ سمجھنا شاید مشکل ہے کہ کسی بھی جگہ پر رواں دواں ہونے والا نظام وہاں پر اختیار کردہ آئین کا پروڈکٹ اور آئینہ دار ہوتا ہے۔آئین اشتراکی ہو تو' اشتراکیت کو معرضِ وجود میں لاتا ہے' جمہوری ہو تو اس سے جمہوریت وجود پذیر ہوتی ہے۔اگر امریکہ کا اس وقت اپنایا گیا آئین روس میں جا نافذ کر دیا جائے تو روس میں جمہوری نظام کی چلت پھرت ہو گی اور اگر روس میں اختیار کردہ آئین امریکہ میں نافذ کر دیا جائے تو امریکہ میں اشتراکیت کا دور دورہ ہو جائے گا۔ہمارے ہاں یعنی ملکِ عزیز پاکستان میں اگر کرپشن کا چلن ہے اور کرپشن کی بنا پر یہاں متعدد حکومتیں برخواست کی گئی ہیں تو' ظاہر ہے' یہاں کا اختیار کردہ انسان ساختہ آئین کرپٹ ہے۔محض کرپٹ تو کیا کچھ حضرات کو یہ بات نادانی کی بنا پر ناگوار گزرتی ہے کہ یہ آئین قرآن وسنت کے خلاف اور حقیقت میں ایک طاغوتی دستاویز ہے۔اس میں کہیں کہیں اسلام کی شقیں ضرور شامل کی گئیں ہیں لیکن اس میں غیر اسلامی شقوں کی اس قدر بھر مار ہے کہ انہوں نے اسلامی شقوں کو بے معنی اور بے اثر کر دیا ہے۔کسی آئین میں اگر ایک شق بھی قرآن وسنت کے خلاف ہو تو طاغوتی دستاویز ہوتی ہے کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت کو چیلنج کرتی ہے لیکن ہمارے ہاں اختیار کردہ آئین میں تو درجنوں شقیں ایسی ہیں کہ جو **180** درجے قرآن وسنت کے خلاف ہیں۔مثال کے طور پر:

☆ قرآن وسنت حکمرانِ وقت کو اجازت نہیں دیتے کہ وہ کسی مجرم کی سزا معاف کر دے۔اللہ کے رسول ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ اگر محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔**73**ء کا آئین یعنی خود ساختہ آئینِ پاکستان صدرِ مملکت کو کسی مجرم کی سزا معاف کرنے کی اجازت دیتا ہے تو دھڑلے سے۔بتائیے یہ آئین اسلامی ہے یا غیر اسلامی؟

☆ کوئی استثناء نہیں' کوئی بھی شرعی قانون اسی طرح خلیفۂ وقت پر بھی لاگو ہوتا ہے جس طرح کہ عام شہری پر۔اور تو اور دورِ خلافتِ راشدہ میں چشمِ فلک نے خلیفۃ المسلمین کو بھی عدالتی کٹہرے میں کھڑا دیکھا۔آئینِ پاکستان' قرآن وسنت کی نفی کرتے ہوئے صدرِ مملکت کو استثنائی حیثیت دیتا ہے۔فیصلہ کریں یہ آئین اسلامی ہے کہ غیر اسلامی؟

☆ قرآن وسنت اجازت نہیں دیتے کہ غیر مسلموں یعنی یہودیوں' ہندوؤں' عیسائیوں وغیرہ کو اولوالامر یعنی گورنروں' وزراء' جج صاحبان یا دوسرے اہلِ امر لوگوں میں شامل کیا جائے۔آئینِ پاکستان ایسی اجازت دیتا ہے' قرآن وسنت کی نفی ہوتی ہے تو ہوا کرے' اس کی بلا کو۔پاکستان میں ایک عیسائی بھی اور ایک ہندو بھی ایک وقت پر چیف جسٹس آف پاکستان کے منصب پر فائز رہا ہے۔فیصلہ کریں ایسا آئین اسلامی ہے کہ غیر اسلامی؟

☆ اسلام میں حلف اگر اٹھانا ہی ہو تو وہ اسی ایک بات کا اٹھایا جا سکتا ہے کہ ''میں قرآن وسنت کا تحفظ ونفاذ کرونگا'' لیکن وہ حلف جو آئینِ پاکستان میں دیا گیا ہے اس میں قرآن وسنت کے الفاظ تک نہیں۔ایسا اس لیے کہ ایک مسلمان عوامی نمائندے نے بھی وہی حلف اٹھانا ہوتا ہے جو غیر مسلم نے۔قرآن وسنت کے الفاظ کو نکالا گیا تو اس لیے کہ ایک غیر مسلم قرآن وسنت کے تحفظ کا حلف کیوں اٹھائے گا' وہ تو قرآن وسنت کو مانتا ہی نہیں۔نظریے کا بھی ذکر کر کے گھپلا بازی کی گئی ہے ورنہ ایک غیر مسلم کو اسلامی نظریے سے کیا انس۔فیصلہ کریں ایسا آئین جو مسلم اور غیر مسلم کے لیے ایک ہی حلف وضع کرتا ہے اسلامی ہے کہ غیر اسلامی؟

کسی بھی چیز کے اسلامی ہونے کیلئے لازمی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ ہو۔یہاں صورتِ حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اجازت ہی نہیں دیتا کہ انسان خود ساختہ کتاب بنا کر اسے اسلامی یعنی اللہ تعالیٰ سے نازل کردہ قرار دیں۔سخت وعید ہے ان لوگوں کیلئے جو ایسی باغیانہ حرکت کا ارتکاب کریں یعنی اپنے ہاتھوں سے کتابچہ لکھ کر اس کے مطابق زندگیاں گزاریں۔قرآنِ مجید میں آیا:

''پس ہلاکت اور تباہی (ویل) ہے ان لوگوں کیلئے جو اپنے ہاتھوں سے شرع کا نوشتہ لکھتے ہیں' پھر لوگوں سے کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے آیا ہوا (اسلامی) ہے تاکہ اس کے معاوضے میں تھوڑا سا فائدہ حاصل کریں۔ان کے ہاتھوں کا یہ لکھا بھی ان کیلئے تباہی کا سامان (ویل) ہے اور ان کی یہ کمائی بھی ان کیلئے موجبِ ہلاکت (ویل) ہے'' (بقرۃ:**79**)۔

بغور نوٹ فرمائیں تین دفعہ لفظ ''ویل'' (جہنم' تباہی وبربادی اور ہلاکت) کا لفظ آیا ہے اس آیۂ کریمہ میں اور پورے قرآنِ مجید میں غالباً یہ واحد ایسی سورت ہے۔کیا یہ اللہ تعالیٰ کے غضب کی انتہائی صورت کو ظاہر نہیں کرتی۔کس قدر عیاں' دو ٹوک اور حتمی امر ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان ساختہ کتابچہ بنانے کی اجازت ہی نہیں دیتا۔

پھر یہ بھی حقیقت کہ دورِ نبوت میں چند بگڑے ہوئے انسانوں نے دعویٰ کیا کہ وہ بھی تو قرآن جیسی کتاب بنا سکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ' جو انسانوں کی پرواز اور اہلیت کو خوب جانتا ہے' نے چیلنج کیا دنیا بھر کے انسانوں کو کہ چلو بنا لاؤ ایسی شان کا کلام (طور:**33**)' جب وہ ایسا نہ کر سکے تو فرمایا کہ چلو دس سورتیں ہی ایسی بنا لاؤ (ہود:**13**)' جب وہ یہ بھی نہ کر سکے تو فرمایا کہ چلو تم ایک سورت ہی بنا لاؤ (یونس:**38**)۔سورۂ بنی اسرائیل میں تو اللہ تعالیٰ نے خود ہی فیصلہ فرما دیا کہ ''اگر انسان اور جن سب کے سب مل کر قرآن جیسی کوئی چیز لانے کی کوشش کریں گے تو وہ نہ لا سکیں گے چاہے وہ ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ ہوں؟'' تاریخ بتاتی ہے کہ دورِ نبوت کے وہ بپھرے ہوئے انسان تو ایسا نہ کر پائے' یہ حماقت کرتے ہیں تو آج

کے بزعمِ خویش دانشور۔ اللہ تعالیٰ کا باصرار یہ فرمانا کہ انسانو تم ایسا نہ کر سکو گے تو اس لیے کہ اللہ خوب جانتا تھا کہ یہ انسانوں کے بس کی بات نہیں‘ اگر کریں گے تو خود اپنا نقصان کریں گے۔ وہی مشکل اور نقصان ہے جو آج مسلمان بھگت رہے ہیں۔ یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ قرآن وسنت آئینِ مملکت ہو تو اس کی موجودگی میں ذیلی دستاویزات بنائی جاسکتی ہیں ایک دو نہیں متعدد یعنی حسبِ ضرورت۔ موجودہ آئینِ پاکستان بھی مشرف بہ اسلام کر کے ان ہی دستاویز میں سے ایک دستاویز ہوسکتی ہے۔

سرسری سوچ رکھنے والے کو ہمارے ہاں کا نظام کرپٹ اور بدلنے کے لائق تو نظر آتا ہے لیکن اصل شرارت اس آئین کی ہے جو یہ نظام معرضِ وجود میں لایا ہوا ہے۔ ہماری یعنی ایسی تحریکی تنظیموں اور جماعتوں کی تمام توانائیاں‘ صلاحیتیں‘ وسائل و ذرائع اس نظام کو بدلنے پر لگی ہوئی ہیں جو ہمیں ہمارا دشمن نظر آرہا ہے۔ لاریب‘ اس ملک میں کبھی اسلامی نظام نہیں آسکتا موجودہ یا ایسے ہی کسی اور انسان ساختہ آئین سے۔ ایسا آئین اگر دورِ خلافتِ راشدہ میں بھی نافذ کر دیا جاتا تو وہ مبارک دور خود معرضِ وجود میں نہ آتا۔ وہ نظام وجود پذیر ہوا تو اس لیے کہ قرآن وسنت کو ہی آئینِ مملکت بنایا گیا۔ اسلام نافذ کرنے کا اصل میں‘ یہی یک نکاتی ایجنڈا۔ دورِ نبوت کا آغاز ہوا تو ایسے میں کہ جوں جوں قرآن اترتا گیا نافذ کر دیا گیا۔ قرآن نازل ہوتا گیا‘ نظام معرضِ وجود میں آتا گیا۔ ایک وقت پر جب پورا قرآنی نظام استوار ہوگیا تو قرآنِ مجید کا نزول ان الفاظ سے ختم کر دیا گیا کہ ’’آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے‘‘۔ یہ نعمت اس کے سوا اور کوئی نہ تھی کہ اسلامی نظام اپنی پوری آن شان اور تابانی کے ساتھ اس دھرتی کا مقدر بن گیا تھا۔ اسلام تو پہلے بھی اور تا قیامت مکمل ہے۔ کسی جمہوریت کا محتاج نہیں کہ وہ تشریف لا کر اسے مکمل کرے۔ آج اسلامی نظام کا قائم کرنا چنداں مشکل نہیں۔ آج تو قرآنِ مجید ہمارے ہاں اسی طرح من وعن موجود ہے جیسا کہ نبیِ کائنات ﷺ امت کے سپرد کر کے گئے تھے۔ قرآن وسنت کو شیلفوں میں سجانے اور اس کی بجائے انسان ساختہ آئین اپنانے کی بجائے قرآن و سنت کو آئین بنائیں‘ دیکھتے ہی دیکھتے قرآن وسنت کا نظام ہمارے ہاں رائج ہو جائے گا۔

قرآن وسنت کو پس پشت ڈال کر اور خود ساختہ آئین اپنا کر ہم متعدد تضادات کا شکار اور بنابریں دنیا میں ذلیل وخوار ہیں۔ ہمارے ہاں کا پہلا تضاد یہ کہ کم وبیش ہر غیر مسلم ملک میں ایک آئین ہے جب کہ ہر مسلم ممالک میں دو آئین ہیں۔ ایک غیر مسلم ممالک کی نقالی کرتے ہوئے انسان ساختہ اور دوسرا ازلی وابدی آئین یعنی قرآنِ مجید۔ فنکشنل البتہ خود ساختہ آئین ہے‘ ازلی وابدی آئین تو شیلفوں میں بند محض ثواب کی خاطر پڑھنے کیلئے ہے۔ نتیجہ اس کا یہ ہے کہ ہر غیر مسلم ملک میں یکسوئی اور یک جہتی ہے جب کہ ہر مسلم ملک میں تذبذب و ملٹی جہتی۔ بالفاظِ دیگر ہر غیر مسلم ملک اپنے ہاں کے نظام کو تیزی سے آگے بڑھا رہا ہے خواہ غلط سمت میں اور ہر مسلم ملک کا نظام تضادات کا شکار ہے بلکہ کچھ اسلام اور کچھ غیر اسلام کے ملغوبے کا شکار ہے اور یہ روش ہماری ناکامی کا ایک بڑا سبب بلکہ عذاب کی شکل ہے۔ قرآنِ مجید میں آیا:

’’تو کیا تم کتاب کے کچھ حصوں پر عمل کرتے ہو اور دوسرے حصوں کا انکار کرتے ہو؟ پھر تم میں سے جو لوگ ایسا کریں ان کی سزا اس کے سوا اور کیا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ذلیل وخوار ہو کر رہیں اور آخرت میں شدید ترین عذاب کی طرف پھیر دیئے جائیں؟ اللہ ان حرکات سے بے خبر نہیں ہے جو تم کر رہے ہو‘‘ (بقرۃ:85)۔

ایسی روش عذاب کی شکل ہے اور ہم آج کے مسلمانوں کی ذلت وخواری اور مغلوبیت کا سبب۔ آپ پورا قرآن پڑھ جائیں وہ مغلوب ہو کر دنیا میں زندگی گزارنے کی اجازت نہیں دیتا‘ سربلندی وغالب ہو کر رہنے کی تاکید کرتا ہے۔

دوسرا بڑا تضاد یہ کہ کسی بھی مسلم ملک میں اس وقت قرآن وسنت بطور آئینِ مملکت نافذ نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو متعدد مسلم ممالک اور متعدد مسلم سربراہان کا وجود ہی نہ ہوتا‘ قرآن و سنت اس کی اجازت نہیں دیتے۔ بالفاظِ دیگر پوری دنیائے اسلام مملکتِ واحدہ کی شکل میں اور ایک خلیفۃ المسلمین کی سربراہی میں ہوتی۔ اس صورت میں موجودہ مسلم ممالک‘ اسلام کی عظیم تر مملکتِ واحدہ کے صوبے ہوتے۔

تیسرا تضاد یہ کہ وقت کے اس موڑ پر انسان ساختہ نظام بمثل جمہوریت‘ اشتراکیت وغیرہ تو دندناتے پھرتے ہیں لیکن خلافت یعنی اللہ تعالیٰ کا وضع کردہ اور اس کے رسول ﷺ کا آزمودہ نظام کہیں نہیں۔ اس کی وجہ سمجھنے کیلئے کسی ارسطو کے دماغ کی ضرورت نہیں‘ بالکل عیاں ہے۔ مثال کے طور پر جمہوریت ہی کو لے لیں‘ اس کی پرورش کرنے والے تین بڑے بڑے گروہ بے پناہ وسائل و ذرائع کے ساتھ موجود ہیں جب کہ خلافت کی بقا و قیام کو ایک حقیقت بنانے والے نہ صرف تعداد میں کم بلکہ بے سروسامان بھی۔ جمہوریت پرور تین گروہوں میں سے پہلا گروہ ان کفار و مشرکین پر مشتمل ہے جنہوں نے اپنے ہاں جمہوریت کو بطور نظامِ زندگی اپنا رکھا ہے۔ دوسرا بڑا گروہ مسلم ممالک کے ان سربراہان کا ہے جنہوں نے اپنے ہاں نظامِ جمہوریت کو اپنا رکھا ہے۔ تیسرا بڑا گروہ ان دینی سیاسی جماعتوں کا ہے جو اپنے ہاں جمہوری نظام کا حصہ بن کر جمہوریت اور جمہوری اداروں کو مستحکم کرنے میں مصروف ہیں۔ پھر یہ بھی نوٹ کرنے کی ایک بڑی حقیقت کہ ہر وہ تقریر‘ ہر وہ تحریر اور ہر وہ پیش رفت‘ بحالیٔ خلافت کا عنصر جس میں نہ ہو موجودہ باطل نظام کی تقویت کا باعث بنتی ہے خواہ وہ تدریس وتبلیغ ہی کی صورت میں کیوں نہ ہو۔ آم کھانے کی خواہش رکھنے والا اگر نادانی میں آم کے درخت کی بجائے کیکر کے درخت کو پانی‘ کھاد وغیرہ دیتا جائے تو‘ ظاہر ہے‘ اسے بالآخر کانٹوں سے واسطہ پڑے گا۔ یہی

کچھ ہے جو اس وقت مسلمانانِ عالم کا مقدر ہے۔ اے کاش! کوئی اس راز کو سمجھے۔ اسی دنیا میں سمجھ جائے تو سودمند ورنہ ظاہر ہے بے سود بلکہ پچھتاوے کا باعث۔

اسلامی آئین، اسلامی جمہوریت، کس قدر خوش کن اور دلربا فارمولا، ہر من پسند قباحت سے پہلے "اسلامی" کا لفظ لگاؤ اور پھر موجیں ہی موجیں، ہر قباحت مشرف بہ اسلام۔ اسلامی شراب، اسلامی زنا، اسلامی سود، بزعمِ خویش سب کو اسلامی قرار دے کر جیسے مرضی ہو خاک چھانتے پھرو۔ بقول شاعر:

باطل کے اقتدار میں تقویٰ کی آرزو
یہ کیا فریب ہے جو کھا رہے ہیں ہم